© rasailojaraid.com

روزانہ ایک ہی آیت ہو۔ یہ درحقیقت وہی تحریک ہے جو قرن اول کے مسلمانوں میں رائج تھی، ہجرت کے بعد پچاس سال کے اندر اسلام جو آندھی اور طوفان کی طرح دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گیا اس کے وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہر مسلمان اپنی دوسری حیثیات کے ساتھ ایک مستقل حیثیت مبلغ اور معلم قرآن کی بھی رکھتا تھا قرآن کی تعلیم اس وقت مسجد کے ملا اور مکتب کے استاد جی کیلئے مختص نہ تھی اور نہ اسلام کی تبلیغ کیلئے واعظوں اور مبلغوں کا کوئی الگ پیشہ بنا تھا بلکہ مسلمان جہاں اور جس حیثیت میں بھی تھا معلم قرآن اور مبلغ اسلام تھا ضرورت ہے کہ اسی طریقے کو اب بھی اختیار کیا جائے اور ہر شخص فرداً فرداً کلام الٰہی کے پھیلانے کی کوشش کرے

کیا ہم امید کریں کہ دوسرے مقامات کے مسلمان بھی اس تحریک کو اشاعت دیں گے؟

مغرب کے نظام تمدن کو جو شدید امراض اس وقت لاحق ہیں ان میں سے ایک بڑا مرض عورتوں کا معاشی استقلال ہے۔ اہل مغرب نے غلطی سے عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات پیدا کرنے کے معنی یہ سمجھے کہ جو کام مرد کریں وہی عورتیں بھی کریں۔ گذشتہ جنگ عظیم کی غیر معمولی ضروریات نے اس غلط نظریہ کو عملی صورت دیدی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام عورتوں سے متعلق تھے ان کو چھوڑ کر وہ کارخانوں، بازاروں اور دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش کام کرنے لگیں یورپ اور امریکہ کے صنعتی ممالک اس وقت عائلی زندگی کی برہمی، ازدواجی تعلق کے فقدان، مناکحت کی طرف رجحان کی کمی، معیار اخلاق کی پستی، امراض خبیثہ کی خوفناک ترقی، شرح پیدائش کے روز افزوں تنزل، اور محنت پیشہ طبقوں کی بڑھتی ہوئی بیکاری کے جن گوناگوں خطرات میں مبتلا ہیں ان کی براہ راست ذمہ داری عورتوں کے اسی معاشی استقلال پر عائد ہوتی ہے۔

تاہم اس معاشی استقلال میں جو محاسن ہیں ان کو دیکھ کر اہل مشرق بھی مغرب کی تقلید کرنا چاہتے ہیں مگر شاید ان کو معلوم نہیں کہ مغرب کے عاقبت اندیش مدبر خود اس غلط نظام کی خرابیاں محسوس کرکے اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں! اس معاملہ میں اٹلی کے فرمانروا اسینور مسولینی نے جو کچھ کیا ہے وہ مشہور ہے اب دوسری مثال جرمنی کے نئے چانسلر ہٹلر کی ہے جرمنی کی تعمیر جدید کے لئے وہ جن تدابیر کو عملی جامہ پہنانا چاہتا ہے ان میں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک یہ ہے کہ عورتوں کو ان کے فطری حدودِ عمل میں واپس کیا جائے چنانچہ حال میں جو قانون اس نے نافذ کیا ہے اس کی رو سے تمام غیر شادی شدہ مردوں و عورتوں پر ایک ٹیکس عائد کیا جائے گا اور اس ٹیکس سے جو رقم جمع ہوگی اس سے ان لوگوں کو ضروریات خانہ داری مہیا کرنے میں مدد دی جائے گی جو شادی کر لیں گے بشرطیکہ عورت یہ عہد کرے کہ جب تک اس کا شوہر کم از کم ۱۲۵ مارک ماہوار کماتا رہیگا اس وقت تک وہ کوئی ملازمت قبول نہ کریگی۔

امریکہ کی دولت مندی و خوشحالی پر دنیا میں رشک کیا جاتا ہے مگر خود اس ملک کے باشندے اپنے نظام تمدن کی بدولت جن مشکلات میں مبتلا ہیں ان کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ دنیا کے اس سب سے زیادہ دولت مند ملک میں خودکشی کی رفتار تمام ممالک سے زیادہ بڑھ رہی ہے سنہ ۱۹۳۱ء میں وہاں (۲۰۰۸۸) آدمیوں نے اپنی زندگی کا خاتمہ کیا تھا سنہ ۱۹۳۲ء میں یہ تعداد (۲۳۰۰۰) تک پہنچ گئی گویا ایک سال میں تقریباً ۳ ہزار خودکشیوں کا اضافہ ہوا اس کے قریب قریب انگلستان کا حال بھی ہے جہاں سنہ ۱۹۱۱-۲۰ء میں خودکشی کا اوسط ۸۰ فی ملین تھا سنہ ۱۹۲۵ء میں ۱۰۵ ہوا اور سنہ ۱۹۳۰ء میں ۱۲۷ تک پہنچ گیا۔ ظاہر ہے کہ انسان اپنی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ اسی حالت میں کرتا ہے جب اس کے لئے زندگی کے آلام ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں اور اس حالت میں بھی صرف وہی لوگ ایسا کرتے ہیں جن میں قوتِ تحمل کم ہوتی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مغربی زندگی کے آلام کتنی کثیر آبادی کو پریشانیوں میں مبتلا کئے ہوئے ہوں گے جن میں سے چند ہزار آدمی ہر سال اپنے آپ کو خود ہلاک کر دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں

یہ نتائج ہیں اس نظام تمدن کے جسے اختیار کرنے کے لئے ہماری قوم کے ارباب تجدید بیچین ہیں مگر کیا انہوں نے کبھی اس پر بھی غور کیا کہ اسلامی تمدن کے انتہائی عروج کے زمانہ میں بھی کبھی اسلامی ممالک میں انسان پر عرصہ حیات اتنا تنگ ہوا تھا کہ وہ دنیا سے بھاگ کر اس طرح موت کی آغوش میں پناہ لینے پر مجبور ہوتا ہو؟ کیا اسلامی تاریخ کے کسی دور میں خودکشیوں کی اتنی کثرت یا اس سے کم کسی قابل لحاظ تعداد کا پتہ دیا جا سکتا ہے؟

© rasailojaraid.com